سالانہ قیمت تین روپیہ آٹھ آنہ

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۹

نورافشان

پروفیسر محمد اسمٰعیل ایم۔اے ۱۸ وارث روڈ۔ لاہور } ایڈیٹر

پادری غلام مسیح صاحب میکلوڈ روڈ۔ لاہور } اسسٹنٹ

پادری ایچ۔ای وائل صاحب ڈی۔ٹی۔ایم ایمپریس روڈ لاہور } مینیجر

جملہ خط وکتابت و ترسیل زر بنام مینیجر صاحب نورافشان ہونا چاہیے۔ تمام مضامین و اشتہارات برائے اندراج کاغذ کے ایک طرف تحریر کرکے بنام ایڈیٹر وارث روڈ لاہور کے پتہ پر ارسال فرمایا کریں۔

حقیقی نور جو ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے دنیا میں آنے کو تھا

جلد ۵۵	ہفتہ وار بروز جمعہ لاہور سے شائع ہوتا ہے۔ ۱۴ اکتوبر ۱۹۲۷ء	نمبر ۴۱

مسدسِ منت

گذشتہ سے پیوستہ

مالک کے پاس لوگ گئے یہ بھی بے ثمر — اور اُن کی بیوفائی کی دی بد تر خبر
سنکر یہ اُس نے صبر کیا پھر یہ سوچ کر — شاید دبینگے میرے پسر سے یہ اہلِ شر
تب اپنے شاہزادۂ عالی وقار کو
فوراً روانہ اُس نے کیا اس دیار کو

بیٹا جب آیا پاس تو بولے وہ ناخلف — وارث یہی ہے جان جو اسکی کریں تلف
ہم کو ملیگا اس کا جو ہے ورثہ سلف — شبدیز اپنی چال کا ہوگا نہ پھر الف
یہ کہہ کے لے گئے اُسے مقتل میں دھر دیا
بیرونِ باغ باغیوں نے قتل کر دیا

اب یہ بتاؤ باغ کا جب مالک آئیگا — اِن باغیوں کے ساتھ وہ کیا سلوک لائیگا
بولے وہ اُن کو سخت اذیت دکھائیگا — اور دیگا باغ جس سے ثمر اس کا پائیگا
بولے مسیح تم نے بجا فیصلہ کیا
لیکن رہے یہ یاد کہ کیا فیصلہ کیا

کیا یہ کتاب میں کبھی تم نے نہیں پڑھا؟ — پتھر وہی بنایا گیا کونے کا سرا
معمار تھے تم نے تو رد اس کو کر دیا — لیکن خلاف اس کے خداوند سے ہوا
جب یہ کہا گیا تو فریسی سمجھ گئے
وہ ہم سے کہہ رہا ہے وہ یہ بھی سمجھ گئے

پس لینگے تم سے سلطنتِ حق کا انتظام — اور دینگے دوسروں کو کرینگے جو ٹھیک کام
دیں میوہ وقت پر کریں عذر پختہ و خام — پتھر یہی ہے وہ کہ ہوئے دو زخ انتقام
ہو جائے ٹکڑے ٹکڑے جو اس پر گرے
اور اسکو پیس ڈالے یہ اس پر اگر گرے

قیصریۂ فلپی ہے مشہور ایک دیار — تھے اِس طرف مسیح خداوند ایک بار
شاگرد بھی ہوں بھی تھے ہمراہ سایہ دار — پوچھا یہ ان سے خاص لقب کر کے اختیار
آدم پسر میں ہوں مجھے کہتے ہیں عام کیا
مجھکو نشان دو کہ وہ دیتے ہیں نام کیا

بولے وہ بعض کہتے ہیں یہ صطباغی ہے — اور بعض کہتے ہیں کہ یہ ایلیاہ تبھی ہے
اور بعض کا گمان یہ کہ یرمیاہ ہی ہے — اور بعض کہہ رہے ہیں کہ نبیوں میں کوئی ہے
بولے مسیح (بعض کا سنکر بیاں ہے کیا)
لیکن بتاؤ تم کہ تمہارا گمان ہے کیا

حاضر جواب عاشقِ شیدائی انجاب — سرخیلِ اولین رسل نے دیا جواب
زندہ خدا کے آپ ہیں فرزند مستطاب — فرمایا تب مسیح نے ان سے کیا خطاب
شمعون تو ہے میں تجھے پتھر بناؤنگا
اپنی کلیسیا میں اُسی پر بناؤنگا

اَزدرِ دہانِ عالم ارواح اپنے در — اس چرچ کے خلاف کشادہ کرے مگر
اس کو نگل نپائے اُگل جائے انکسار — دیواریں اسکے گر کے نہیں کل نہ بام گھر
دونگا دبہشت کی میں کنجیاں تجھے
بند و کشاد کا ہے تفاخر میاں تجھے

میں نے تیری خبر کان سے سنی تھی پر اب میری آنکھیں تجھے دیکھتی ہیں اس لئے مجھے اپنے آپ سے نفرت ہے اور میں خاک اور راکھ میں توبہ کرتا ہوں۔ (ایوب ۴۲)

مثنوی صبرِ ایوب

منظومہ جناب کیدارناتھ صاحب۔ منت سکینہ گھنرا چوری

بے خوف و خطر ہو تیرا ڈیرا
تو لیگا خبر کہ "گھر ہے میرا"

تو قبر میں جائے عمر پا کر
غلہ کریں جیسے جمع لا کر

اولاد کثیر سے ملے فرح
اور نسل بڑھیگی گھاس کی طرح

جو کچھ کہا میں نے جان اس کو
ہے ماننے کی تو مان اس کو

ایوب نے تب دیا یہ پاسخ
ہے واقعی راست اور راسخ

ایوب کا جواب

اے کاش یہ رنج اضطراری
پشتارہ ریگ بحرِ اعظم
باتیں میری حد سے بڑھ گئی ہیں
اسکے لگے ہیں خدنگ صد قہر
صف بستہ ہیں دشمنیں خدا کی
چارہ ہو تو بیل کیوں ڈکارے
ناچیز ہے بے نمک اگر چیز
جو شے مجھے نفرتی غذا ہے
اے کاش دعا قبول ہوتی
تن جاتا پاش پاش کرتا
تب پاتا تسلی کچھ تو جی میں
کیا منہ ہے جو چاہوں زور عایت
کیا تاب امید لے کے آؤں
پتھر کی طرح نہیں ہوں مضبوط
امداد نہ میری مجھ میں آئی
جب دوست کو دل شکستہ پائے
حق ترسی یہ چھوڑ بیٹھے ہیں
بھائی مجھ سے دغا ہیں کرتے
وہ مجھ سے تھے یوں گذرنیوالے
یخ بستہ آب کی طرح آہ
ہیں برف سے مظہر العجائب

تل سکتا وہ ہلکا ہے کہ بھاری
میزان میں ہوں اسکے وزن ہے کم
اتریں نہ اب اتنی چڑھ گئی ہیں
میرا دل ان کا پیتا ہے زہر
ہیں جنگ پہ ہیبتیں خدا کی
ہو گھاس نہ گورخر پکارے
انڈے کی سفیدی ہے یونہیں نیز
وہ میرے مرض کی اب دوا ہے
اور آرزو یہ حصول ہوتی
اور کاٹتا قاش قاش کرتا
للکارتا درد کی خوشی میں
مانی بات اسکی تا بغایت
کیوں گھٹنے کو زندگی بڑھاؤں
پیتل سے نہیں ہے جسم مخلوط
چھوٹی مجھ سے مری رہائی
واجب ہے کہ دوست ترس کھائے
منہ دوست سے موڑ بیٹھتے ہیں
نالہ کی طرح دغا ہیں کرتے
گویا کہ ہیں وادیوں کے نالے
رنگ ان کا سیاہی کی کرے جاد
سردی میں ہے گرمی ہو تو غائب

جب کارواں تیکے قافلہ آئیں
ایمن نہ تھے قافلہ یمن کے
کر سکتے سبا کے کارواں بھی
جب دسترس رسائی پایا
امید میں خالی تغافل جاں
دل ٹوٹ گئے ہیں آپ کے بھی
کیا ایک سے بھی کہا کہ کچھ دو
یا دست عدو سے دور رہائی
خاطی سہی میں خطا بتا دو
وہ بات کہو جو کارگر ہو
پھیکی شیخی بگھارتے ہو
جان اوس سے کیا مجھے پیاسی
بنتے ہو یتیم کے لئے جال
دیکھیو مجھے سوجھ تب پڑیگا
تاریکی سے بچ کے دیکھیو بھالو
ناراست ہوں اس مقدمہ میں
ہوں جانتا جیش وکاست کرنا
انساں کہ لے خشکی و تری کو
مزدور کے دن ہیں اسکے دن ہیں
مزدور وسے جیسے سایہ پر جال
ایسے ہی مشقتوں کے بہ داد

ان وادیوں میں ہلاک ہو جائیں
تھے راہوں میں خطرے راہزن کے
کیا کارروائی حفظِ جاں کی
جز یاس نہ کچھ بھی ہاتھ آیا
تھے موئے بر آتش آسا پیچاں
جب میری شکستہ حالی دیکھی
یا مال سے مالیت ہی جستجو
یا ہو مرے ہاتھ ہاتھا پائی
چپ ہوں خاموشی سے سکھا دو
معقول ہو عقل پر اثر ہو
کس بات پہ بات مارتے ہو
مایوس کی باتیں ہیں ہوا سی
کیوں یار و نکو غاروں میں دیا ڈال
سچ جھوٹ بھی بوجھ تب پڑیگا
سورج کے نہ رخ پہ گرد ڈالو
ناراست ہوں اس مقدمہ میں
ٹیڑھی باتوں کو راست کرنا
پیدا ہوا ہے سپہ گری کو
یکسانیت ایک سی ہے ان میں
ہو اجرت اجورہ دار خواہاں
میراث میں ہیں سنپائے ہیں آہ

نور افشان

مطبوعہ ۱۴ اکتوبر ۱۹۲۷ء

آسمان صحیفۂ بائبل میں

اور وہ اُسے باہر لے گیا اور کہا کہ اب آسمان کی طرف نگاہ کر اور ستاروں کو گن اگر تو انہیں گن سکے۔ پیدائش ۱۵: ۵۔

بنی نوع انسان کے روشن دماغوں کے لئے آسمان زمانہ قدیم سے نہایت دلکش اور دلچسپی کا باعث بنا چلا آیا ہے انہیں اس میں کچھ ایسی عجیب و غریب حقیقتیں نظر آتی رہی ہیں جو اسے ان کی توجہ اور سوچ و فکر کا مرکز بناتی آئی ہیں۔ زمانہ قدیم سے مصری اور بابلی اور یونانی اور رومی اور ہندی اور فارسی اور چینی اور عربی اقوام کے مشاہیر کی توجہ آسمان کی طرف مرکوز چلی آئی ہے۔ انہوں نے آسمانی خلا کی روشن و منور چیزوں پر اپنی اپنی سمجھ اور عقل و فکر کے مطابق بہت کچھ سوچا اور سمجھا۔ اجرام فلکی کی بابت انہوں نے بہت غور و فکر کی۔ مگر ان تمام اقوام کے مشاہیر کی نظر میں آسمان اُن کے ہزار ہا ہزار معبودوں کا مسکن تھا جہاں سے زمین اور اس کے رہنے والوں پر ہر قسم کی آفتیں اور بلائیں نازل ہوا کرتی تھیں جہاں کے معبود انسان کی زمینی زندگی کی حرکات و سکنات پر چشم زدن میں ناخوش ہو کر قہر و غضب کے طوفان چلا دیا کرتے تھے۔ جنکے خوش کرنے کو گنہگار انسان زمین پر قربانیوں کے خون کی اُن کے مندروں میں ندیاں بہایا کرتے تھے اور اس کے سوا اور ہزارہا کی قسم کی مکروہات کے مرتکب ہوا کرتے تھے جنہیں آج کے روشن دماغ انسان نفرت و حقارت سے یاد کرتے ہیں۔

آسمان بائبل مقدس کا بھی موضوع ہے۔ بائبل کے مصنفوں نے جس نگاہ سے آسمانوں کو دیکھا ہے وہ واقعی عجیب و غریب نظر تھی۔ بائبل کے مصنفوں نے ایک معبود کے سوا آسمانوں میں کوئی دوسرا معبود نہیں پایا۔ جو آسمان غیر یہودی اقوام کی نگاہ میں کروڑوں معبودوں کا مسکن تھے وہ یہودی ناظر کی نگاہ حقیقت بین میں صرف واحد خدا کے مسکن متحقق ہوئے۔ بائبل کے مصنفوں نے اپنی تحقیقات سے اس دنیا کو یہ سبق پڑھایا تھا کہ آسمان و زمین میں واحد خدا کے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں ہے۔ آسمان تو خدا کی حقیقتوں سے پُر ہے۔ یہ تحقیقات کیسی عظیم الشان تھی جس کے اثر سے تمام اقوام وہم پرستی اور باطل پرستی سے چھوٹ کر حق پرستی کی طرف مائل ہوئیں یہی آسمان اپنی تمام معموریاں سمیت آج بھی موجود ہیں وہ بائبل کے متن کا ایک ورق ہو کر موجود ہیں کہ بائبل کی آیت مندرجہ عنوان میں ان کی طرف نگاہ کرنے کا حکم اب بھی موجود ہے۔

آسمانوں کی پیدائش

بائبل کا صحیفۂ آسمان نہ ازلی بیان ہوئے ہیں نہ خود بخود پیدا شدہ بیان ہوئے ہیں بلکہ اُن کی ابتدا ہوئی ہے ان کو خالق حقیقی و تحقیقی نے خلق کیا ہے اور ان کا خود نظام مقرر فرمایا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ "ابتدا میں خدا نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا۔" بائبل کا آسمان واحد نہیں بلکہ جمع کی صورت رکھتا ہے۔ بائبل کے مصنف یہ کہہ کر گاتے ہیں کہ آسمان خدا کی صنعت ہیں زبور ۱۰۲: ۲۵ وہ سچائی سے اس بات کا اظہار کرتے ہیں کہ آسمان خدا کی حکمت و دانائی سے بنائے گئے ہیں زبور ۱۳۶: ۵ امثال ۳: ۱۹ وہ آسمانوں میں اُس کا جلال دیکھتے آئے ہیں۔ جیسا کہ لکھا ہے کہ آسمان خدا کا جلال بیان کرتے اور فضا اُس کی دستکاریاں دکھاتی ہے۔

بائبل کے آسمانوں کی وسعت

بائبل کے آسمان اپنی کشادگی و وسعت میں انسانی عقل و فکر کی پیمائش اور اس کے مقررہ حدود سے بالاتر بیان ہوئے ہیں یرمیاہ ۳۱: ۳۷۔ آسمانوں کی تلاش و جستجو میں زبردست سے زبردست دوربینیں ایجاد ہوئیں اور انسان نے آسمان کے خلا کا چپہ چپہ دیکھا کہیں انسان ہم کو آسمانوں کے حدود و قیود کا آج تک پتہ سراغ نہیں لگا ہے ہر طرف اور ہر کہیں اسے خلا کو لامحدود پایا ہے جس میں اربوں سیارے اور ستارے چمکتے نظر آتے۔ کوئی نجومی تا حال آسمانوں کی وسعت کو محدود ظاہر کرنے کی ہمت نہیں کر سکا ہے۔ بائبل کے آسمان حضرت ابراہیم کے وقت سے آج تک بے اندازہ ہیں۔

بائبل کے آسمان عجائب و غرائب سے پر ہیں

وہ خدائے حی القیوم کا دیدنی کارخانہ ہیں وہ اس کا قدرتی عجائب گھر ہیں جو ہمیشہ کھلا رہتا اور جہاں ہمیشہ مقررہ قانون اور قدرتی گردش کے موافق کام ہوتا رہتا ہے۔ اس کے کارکن اور مزدور ہمیشہ انسانی آنکھ سے پوشیدہ ہو کر کام کرتے رہتے ہیں۔ بائبل کے مصنفوں نے آسمانوں کے عجائب و غرائب کی طرف ہمیشہ بنی نوع انسان کی توجہ مبذول کرائی ہے لیکن بندگانِ خدا میں نہایت قلیل شمار نے آسمانوں کے عجائب و غرائب بچشم خود ملاحظہ فرمائے ہیں۔ بیشمار بنی نوع انسان کے لئے آسمانوں کے عجائب و غرائب آج تک عبث و بے سود ہیں۔ اُنہیں وہ چشم بصیرت ہی نہیں نصیب ہوئی جو انہیں دیکھے اور اُن کے دل و دماغ کو علم و عرفان الٰہی سے منور کرے۔

بائبل کے آسمان خدا کا مسکن ہیں

وہ ان سب کا مقام ہیں جو ہماری زمین میں پیدا ہو کر وفات پا گئے ہیں وہ ان سب کا مقام ہیں جو ہنوز زمین پر رونما ہوتے کو ہیں وہ زمین و آسمان کے خالق و مالک کا مسکن ہیں وہ بنی نوع انسان کے باپ کے مکانات سے ہیں اُس کی عظیم الشان دنیاؤں سے معمور اور بھرپور ہیں جنکی تمام نعمتیں اور خوشیاں دوامی ہیں اور جہاں خدا کی حفاظت اور رفاقت کی دائمی شادمانی ہے ہر ایک بائبل دوست کو ...

ہے کہ وہ آسمان کی طرف دیکھا کرے اور اس کے عجائب وغرائب پر سوچا کرے کیونکہ آسمان بھی صحیفۂ بائبل ہیں۔ (باقی آئندہ)

فرزندانِ قوم کی علمی ترقی

کسی قوم یا گروہ یا خاندان کی ترقی کا معیار و انداز اس کے لڑکے لڑکیوں کی ترقی ہے جہاں ہندو مسلم برادران وطن میدان تعلیم میں روز بروز ترقی کر رہے ہیں خدا کا شکر ہے کہ وہاں پشت حاضرہ کے مسیحی لڑکے اور لڑکیاں علمی دوڑ کے میدان میں دوڑتے نظر آتے ہیں بلکہ وہ ان کی فہرست میں دکھائی دیتے ہیں جو علمی دوڑ تمام کر چکے ہیں اور اب زندگی کے میدانِ عمل میں داخل ہو کر اپنی خدمات سے اہل ہند کو خوش کرنے والے۔ ان باعث فخر لڑکے لڑکیوں کے اسماء گرامی حسب ذیل ہیں

(۱) مسٹر آرتھر آسا نند راسے نے اس سال قانونی امتحان ایف۔ اے یا ایل میں قابل ستایش کامیابی حاصل کی ہے۔

(۲) مسٹر ایچ۔ بی۔ لیوک ایف۔ سی۔ کالج نے کیمسٹری میں ایم۔ ایس۔ سی کے امتحان میں کامیابی حاصل کی ہے۔

(۳) مسٹر روبن داس نے گورنمنٹ کالج سے فلسفہ میں ایم۔ اے پاس کیا ہے۔

(۴) مس دورین مایا داس صاحبہ نے اپلائڈ سیکالوجی میں ایم۔ اے پاس کیا ہے۔

(۵) مسٹر آر جسٹن ایف۔ سی۔ کالج نے بھی اپلائڈ سیکالوجی کے امتحان ایم۔ اے میں کامیابی حاصل کی ہے۔ ہم صدق دل سے مذکورہ بالا نوجوانوں کو اور ان کے والدین اور اقربا کو مبارکباد پیش کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ خدا ان کی زندگی کی خدمات سے جلال پاوے آمین (ماخوذ از قاصد)

شاہ بلغاریہ کی شادی

لنڈن ۱۰ اکتوبر۔ روما میں اطلاع موصول ہوئی ہے کہ شہزادی جیووانا اطالیہ کی تیسری لڑکی کی نسبت بورس شاہ بلغاریہ کے ساتھ ہوئی۔ (زمیندار)

ہندو مُسلم اتحاد اور مسیحیت

گذشتہ سے پیوستہ

گو اسکی سینکڑوں ترمیمیں اور اصلاحیں کی جارہی ہیں مگر آخر ان کے پیشواؤں اور دھرماتماؤں کے قول ہی سند مانے جاتے ہیں اور بات ویسی کی ویسی بنی رہتی ہے

اُدھر مسلمانوں کے لئے لوح محفوظ میں یہ فیصلہ درج ہو چکا ہے کہ کافروں کو ہرگز دوست نہ بناؤ سوا ہی موت کے ورنہ دوزخ تمہارا گھر ہوگا اور نیز جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان نہ لاوے ان کو قتل کر دو۔ ان سے جزیہ لو اور وہ تمہارے درمیان ذلیل ہو کر رہیں۔ اس لوح محفوظ کی فیصلہ کی اپیل کی گنجایش بھی کسی انسانی عدالت میں نہیں رہی کیونکہ یہ فیصلہ رب سے اعلیٰ حاکم اور بادشاہوں کے بادشاہ کا تبلایا جاتا ہے کسی مسلم فلاسفر اور اتحاد کے حامی کی دال اس الٰہی حکم کے خلاف گل نہیں سکتی۔

ہندو مسلم اتحاد کا یہی مذہبی تضاد و مانع ہے۔ اتحاد کے حامیوں کی عقلیں اور دماغ اور سبز باغوں فلسفے دم چھوڑ بیٹھے ہیں آخر کیوں؟ مذہب اور قومیت کو ملا دینے کی وجہ سے۔ مذہب اور شے کا نام ہے اور قومیت دوسری چیز ہے۔ ہند میں چند قبائل کے سوا باقی بے شمار مسلمان قدیم آریہ ہندوؤں کی اولاد ہیں۔ وہ تمام قومیت کی حیثیت میں ہندوؤں کے بھائی اور خونی برادری ہیں پھر کیوں اتحاد ممکن نہیں؟ اگر دونوں طرف سے قومیت کا احساس ہو اور مذہب کی عقل صحیح سے مطابقت ہو ورنہ ہند تمام بیرونی دنیا کا مضحکہ بنا رہیگا۔

سوم مسیحیوں اور مسیحیت سے نفرت رکھنے کے سبب سے ہند اتحاد کی برکت سے محروم رہ گیا ہے۔ اول تو دونوں طرف کے بہاو مسیحیوں کو اس اکھاڑے میں اُترنے نہیں دیتے اور ان کو اپنا بھائی بھی نہیں سمجھتے اور نہ اُن کو ہندوستان کی کل کا جزو سمجھتے ہیں اور ان کو زبردستی یورپ اور امریکہ کی بیہودگی میں دھکیل رہے ہیں۔ حالانکہ مسیحی اور مسیحیت کا عابد ہے جو عالمگیر ہے اور مسیحیت ہی ہے جو اس اتحاد اور میل ملاپ کی بنیاد ہو سکتی ہے مسیحیت سکھلاتی ہے کہ تمام بنی نوع انسان آپس میں بھائی ہیں اور چار دانگ سند اور ساتوں برِ اعظم ہمارے پڑوسی ہیں مسیحیت کے بانی کا قول ہے کہ اگر تم نے اپنے دوستوں ہی سے محبت کی تو کونسا بڑا کام کیا؟ میں تم کو کہتا ہوں کہ اپنے دشمنوں سے بھی محبت رکھو اور ان کے لئے دعا مانگو اور برکت چاہو جو تمہیں لعنت کرتے اور بد دعا دیتے ہیں اور جیسا تم چاہتے ہو کہ لوگ تمہارے ساتھ کریں ویسا تم بھی ان کے ساتھ کرو مسیحیت کا سنہلا قانون اتحاد کے لئے ہے اور نیز غیروں کے درمیان سوشل اتحاد اور میل ملاپ کے لئے یہ حکم مسیحیوں کو دیا گیا ہے کہ وہ ایسے کھانوں سے بھی پرہیز کریں جن سے ان کے ہمسائیوں اور پڑوسیوں کو تکلیف اور چوٹ لگے۔ اب ناظرین انصاف سے اپنی رائے قائم کریں کہ مسیحیت اور مسیحی کس قدر دنیا کے لئے برکت کا باعث ہے اور ہند کے اتحاد کے لئے کتنی بڑی بھاری برکت کا باعث ہے جب تک اہل ہند مسیحیت اور مسیحیوں کو نفرتی ہستی خیال کرتے ہیں تب تک نہ صرف اتحاد ناممکن و محال ہے بلکہ یہ سب جھوٹے (خیال) فارغ بے فائدہ اور لاحاصل ہیں۔ فقط والسلام۔

پادری بوٹا مل

موٹر لاری سے حادثہ

امرتسر ۷ اکتوبر۔ لاری کے ایک اور خطرناک حادثہ کی اطلاع ملی ہے۔ جو آج چار بجے سہ پہر بڑی سڑک پر واقعہ ہوا۔ بیان کیا گیا ہے کہ ایک موٹر لاری لاہور سے امرتسر کو تیز رفتار سے جارہی تھی۔ سامنے سے ایک ٹانگہ آرہا تھا۔ لاری نے اس سے تصادم کو روکنے کیلئے ایک طرف نکالنا چاہا اور اسی کوشش میں ایک سکھ کو کچل دیا پبلک ورکس کے ایک ملازم کو بھی خفیف ضربات آئیں۔ لاری اور مسافروں کو کوئی نقصان نہیں پہنچا پولیس مصروف تحقیقات ہے۔ (زمیندار)



عبدالعزیز خاں کے خلاف مقدمہ

گواہانِ استغاثہ کے بیانات

لاہور ۱۱ اکتوبر۔ آج مسٹر اوگلوی ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی عدالت میں عبدالعزیز خاں کے خلاف سوامی ستیانند ولالہ نانک چند ناز اور اُن کے بھائی چونی لال پر حملہ کرنے کے الزام میں مقدمہ پیش ہوا۔ رائے صاحب مہتہ ایشرداس کورٹ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ استغاثہ کی طرف سے پیروکار تھے۔ ملزم کی طرف سے کوئی وکیل پیروی کے لئے موجود نہ تھا۔

لالہ نانک چند ناز کی شہادت

سب سے پہلے لالہ نانک چند ناز سابق ایڈیٹر پرتاپ کی شہادت ہوئی۔ آپ نے بیان کیا کہ پرسوں وقوعہ کے وقت میں دفتر پرتاپ میں تھا کہ اچانک بازار سے آواز آئی "ایک آدمی مجھے مار گیا ہے اسے پکڑو پکڑو" میں نے نیچے کھڑے ہوکر دیکھا کہ سوامی ستیانند راجپال کی دکان پر کھڑے ہیں۔ ایک آدمی بھاگا جارہا تھا۔ سوامی جی اُس کی طرف اشارہ کرکے کہہ رہے تھے کہ وہ بھاگا جارہا ہے پکڑو پکڑو۔ میں نے فوراً پولیس کو بذریعہ ٹیلیفون اطلاع دی۔ گواہ کو رپورٹ ابتدائی پڑھ کر سنائی گئی جو گواہ نے درست تسلیم کی۔

ملزم کی جرح کے جواب میں گواہ نے کہا بہت سے آدمی ملزم کو پکڑنے کی کوشش کررہے تھے۔ میں نے نیچے آکر ملزم کو کانسٹیبل کی حراست میں دیکھا۔

سید برکت علی شاہ

سید برکت علی شاہ بورڈ نویس اردو مینیجر نے بیان کیا کہ میری دکان راجپال کی دکان کے سامنے ہے وقوعہ کے وقت میں اپنی دکان پر کام کررہا تھا بازار میں پکڑو پکڑو کا شور سنا اس پر میں نے اپنی دکان کے تھڑے پر کھڑے ہوکر دیکھا کہ نانک چند کو ملزم نے پکڑ رکھا تھا۔ ملزم کے ہاتھ میں چاقو تھا جو اس نے اسکی پشت پر مارا۔ نانک چند پیچھے ہٹ گیا۔ اس نے پھر ملزم کو پکڑنے کی کوشش کی تو اس نے اسکی آنکھ پر چاقو مارا۔ اس پر نانک چند کا بھائی چونی لال پکڑنے لگا مگر ملزم نے اُس کے پیٹ میں چاقو مارا۔ بہت سے لوگ جمع ہوگئے۔ ملزم انارکلی کی طرف بھاگ گیا۔ میں نے سوامی کو بھی زخمی دیکھا تھا۔ جرح پر گواہ نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ ملزم نے سوامی کو کہیں مارا۔

بھگوانا کنسٹیبل

بھگوانا کنسٹیبل نمبر ۱۳۷۶ نے بیان کیا کہ اتوار کی شام کو مجھے لوہاری گارد کی چوکی پر تعینات کیا گیا تھا میں شام کے چار بجے کے قریب ڈیوٹی سے فارغ ہوکر چوک میں کچھ پانی وغیرہ پینے آیا۔ ہسپتال کی طرف سے شور ہوا "چاقو مارا ہے پکڑو پکڑو"۔ ملزم بھاگتا ہوا آرہا تھا۔ ملزم کے ایک ہاتھ میں چاقو تھا اور دوسرے میں استرا۔ میں نے ملزم کو پیچھے سے پکڑ کر نیچے گرادیا۔ جس سے ملزم کی پیشانی پر ضرب آئی اور ملزم کے ہاتھ سے چاقو اور استرا یکے بعد دیگرے چھین لئے۔ ملزم نے مجھے بھی مارنے کی کوشش کی مگر ناکام رہا۔ چاقو اور استرا گواہ نے عدالت میں شناخت کئے گواہ نے کہا کہ اس وقت بھی چاقو اور استرے پر کپڑے کے ٹکڑے بندھے ہوئے تھے۔ گواہ نے کہا کہ وہاں سے ملزم کو میں قابو کرکے گارد میں لے آیا اور سب انسپکٹر کے روبرو پیش کردیا۔ ملزم کے ہاتھ اس وقت خون آلودہ تھے۔

ملزم کے سوال کے جواب میں گواہ نے کہا کہ میں نے ملزم کو اکیلے پکڑا تھا۔

شیخ جان محمد سب انسپکٹر

شیخ جان محمد سب انسپکٹر تھانہ انارکلی وارڈ نمبر ۱ نے بیان کیا کہ وقوعہ کے وقت میں گارڈ نمبر ۲ میں تھا۔ مجھے بذریعہ ٹیلیفون وقوعہ کی اطلاع ملی۔ میں پہلے جائے وقوعہ پر گیا۔ وہاں جاکر دیکھا کہ مضروب ہسپتال جاچکے تھے اور ملزم گارد میں پہنچا دیا گیا تھا۔ میں نے راجپال اور نانک چند کی دکانوں پر خون کے نشان دیکھے ۔۔۔۔۔۔ میں نے گارد میں جاکر دیکھا کہ ملزم وہاں موجود تھا۔ بھگوانا نے میرے روبرو چاقو اور استرا پیش کیا جسکی فرد مرتب کی گئی میں نے ملزم کا معائنہ کیا۔ اس کی پیشانی پر ضرب دونوں کنپٹیوں پر رگڑ اور ہاتھوں پر خون کے نشانات تھے۔ میں نے ملزم کی ضربات کا نقشہ تیار کیا اور ڈاکٹر صاحب سے ملاحظہ کرایا میں نے راجپال کی دکان سے خون آلود چٹائی بھی قبضہ میں لی تھی۔

ملزم کا بیان

عبدالعزیز ولد عبداللہ ذات پٹھان عمر ۲۸ سال ساکن غزنی (افغانستان) نے حسب ذیل بیان دیا۔

ایک نوجوان کو قتل کرنے کا مقدمہ

لکھنؤ، اکتوبر۔ اودھ چیف کورٹ میں جسٹس سید محمد رضا و آنریبل چیف جج کے بنچ سے پرستم نامی ایک شخص کا مرافعہ منظور کرلیا گیا ہے۔ جس کو سشن جج صاحب لکھنؤ نے اس الزام کو ثابت شدہ مان کر پھانسی کی سزا دی تھی کہ اس نے اپنے ہمنام ایک نوجوان کو جس سے اس کے خاص تعلقات تھے قتل کرڈالا ہے وہ نوجوان یکایک غائب ہوگیا اور جب کچھ دنوں تک اس کا پتہ نہ لگا تو اس کے اعزہ کی رپورٹ پر پولیس نے تفتیش کی۔ اس وقت کچھ انسانی ہڈیاں ایک میدان یا کھیت میں سے ملیں اور ملزم کے مکان کے ایک حصہ میں بھی کچھ ہڈیاں پائی گئیں۔ پولیس نے ہڈیوں کی برآمدگی پر پرستم کا اپنے ہمنام نوجوان کو قتل کردینے کے الزام میں چالان کردیا اور قرائن و حالات کی شہادتوں سے سشن جج صاحب نے الزام قتل کو ثابت شدہ قرار دیکر پھانسی کی سزا کا حکم اس کے خلاف صادر کیا۔ اپیل میں فاضل ججان چیف کورٹ نے پرستم کو ناکافی شہادت کی بناپر الزام قتل سے بالکل بری کردیا اور اسکی رہائی کا حکم دے دیا۔ (نسیداد)

سوال - کیا تم نے راجپال کی دکان پر سوامی ستیانند پر چاقو سے حملہ کیا تھا۔

جواب - جی ہاں۔

سوال - تم نے کیوں مارا؟

جواب - میں راستہ سے گذر رہا تھا۔ سوامی ستیانند ایک اور آدمی کے ساتھ دکان پر بیٹھا تھا۔ میں نے دیکھا کہ وہ ہمارے مذہب کی توہین کر رہا ہے اور نا گفتہ بہت برے الفاظ استعمال کر رہا تھا۔ میں نے اُسے منع کیا کہ ایسی باتیں مت کرو۔ اس پر جھگڑا ہوگیا اور سوامی نے مجھ پر لکڑی سے حملہ کیا۔ سوامی نے مجھے پکڑ لیا۔ اس پر آٹھ دکانداروں نے مجھ پر حملہ کیا۔ دو کی اینٹیں میری دونوں کہنیوں پر لگیں۔ میں نے اپنی جان بچانے کی خاطر چاقو اور استرا اپنی جیب سے نکال لیا تاکہ خوف زدہ ہو کر مجھ پر کوئی حملہ نہ کرے۔ چونکہ بہت سے آدمی مجھ پر حملہ کر رہے تھے اور کئی ایک مجھے پکڑ رہے تھے۔ اسلئے میں نے اپنے تئیں حفاظت کے لئے استرا مارا شاید کسی کے لگا ہو۔ میں اپنے تئیں حملوں سے بچانے کی خاطر چاقو اور اُسترا لہراتا پھرتا تھا جس نے مجھ پر حملہ کیا ہوگا اس کے لگا ہوگا۔ چوک میں ایک کنسٹیبل کھڑا تھا اُس نے مجھے پکڑ لیا اور میں نے چاقو اور استرا اس کے حوالے کر دیا۔

(س) کیا چاقو یہی ہے جو عدالت میں تم کو دکھایا گیا ہے؟

(ج) جی ہاں میں نے چاقو کو آسانی سے کھولنے کے لئے کپڑے کے ٹکڑے سے باندھا تھا۔

(س) کیا تم اسے ہمیشہ کھلا رکھتے ہو؟

(ج) جس وقت اُنھوں نے مجھ پر حملہ کیا میں نے اُس وقت کھولا تھا۔

(س) استرا کس کا ہے؟

(ج) اُسترا میرا ہے۔

(س) کیوں اپنے پاس رکھتے ہو۔

(ج) میں اسے قلم تراشنے اور بال کاٹنے کے لئے استعمال کرتا ہوں۔

(س) کیا یہ موجودہ حالت میں تھا۔

(ج) نہیں جس وقت مجھ پر حملہ کیا گیا تھا اُس وقت کھولا تھا

(س) استرا کیوں باندھا تھا؟

(ج) استرا اس لئے باندھ رکھا تھا کہ یہ کہیں جیب میں کھل نہ جائے اور میں کہیں زخمی نہ ہو جاؤں۔

(س) لاہور کب آئے تھے؟

(ج) لاہور میں آئے ہوئے ایک مہینہ ہو گیا ہوگا۔

(س) کیا تم نے نانک چند اور چونی لال کو زخمی کیا تھا؟

(ج) میں کسی کو نہیں جانتا۔

(س) کیا تم نے سوامی کے علاوہ دو اور اشخاص کو زخمی کیا؟

(ج) میں نہیں جانتا کہ میں نے کتنے آدمیوں کو زخمی کیا تھا۔

فرد جرم لگا دی گئی

ازاں بعد ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے ملزم کے خلاف دفعہ ۳۰۷ تعزیرات ہند سوامی ستیانند۔ نانک چند اور چونی لال پر قاتلانہ حملہ کرنے کے الزام میں تینوں حملوں کے لئے علیحدہ علیحدہ فرد جرم لگائی۔

ملزم کا ارتکاب جرم سے انکار

ملزم نے ارتکاب جرم سے انکار کیا اور کہا کہ میں بے گناہ ہوں۔ ازاں بعد مقدمہ کی سماعت کل پر ملتوی ہوئی۔ (از زمیندار)

راجپال کی حالت

لاہور ۷ اکتوبر۔ راجپال ابھی تک ہسپتال میں ہے۔ پولیس کا پہرہ بدستور ہے۔ اس کا چھاتی کا زخم اچھا ہو چکا ہے۔ لیکن ران اور بازو کے زخم ابھی تک اچھے نہیں ہوئے۔ ہنوز بازو کے زخم سے خون آتا ہے۔ نیز اس سے لگا ہے گاہے حرارت ہو جاتی ہے۔ ۶ اکتوبر کی شام کو ٹمپریچر ۹۹ تھا۔ (زمیندار)

ریلگاڑی میں حادثہ قتل

چند روز ہوئے پنڈت جوتی رام ٹیلیفون سپرنٹنڈنٹ ریاست پٹیالہ جو کالکا ایکسپریس میں راجپورہ سے کالکا کی طرف سیکنڈ کلاس میں سفر کر رہے تھے۔ ریلگاڑی کے اندر مقتول پائے گئے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اسی واقعہ سے کچھ پہلے ریاست پٹیالہ کا ایک اور ملازم بھی جو کچھ زیورات لئے ہوئے کالکا کی طرف جا رہا تھا۔ قتل شدہ پایا گیا تھا۔ (ریاست)

ایک بچہ پانچویں ہفتہ میں چلنے لگا

شکاگو میں ڈاکٹر کارل کا بچہ ہرمن لوب اپنے کمرہ میں ایک سرے سے دوسرے سرے تک بغیر کسی اعانت اور سہارے کے چلا گیا۔ حالانکہ اس کی عمر ۵ ہفتہ سے زیادہ نہ تھی۔ یہ واقعہ نہایت عجیب ہے ڈاکٹروں کا خیال ہے کہ امریکہ میں یہ پہلا بچہ ہے جو اس عمر میں چلنے لگا ہے۔ دوسرے دن اخبارات کے سامنے اس ۳۴ دن کے بچہ نے اپنی قوت رفتار کا تماشہ دکھایا۔ اس کا باپ ڈاکٹر ہے۔ اس کا بیان ہے کہ حیرت انگیز طبی تجربہ کی فتح ہے۔ ڈاکٹر نے ایک خاص آلہ ایجاد کیا ہے جس کے ذریعہ سے وہ ہر روز بچہ کو ۱۰ سے ۱۵ منٹ تک اس طرح آفتاب کی شعاعوں کے سامنے رکھتا جس طرح غسل دیا جاتا ہے۔ اس سے اس کی ہڈیاں مضبوط ہو کر جسم کو اٹھانے کے قابل ہوگئیں۔ غسل شعاعی کے بعد دھوپ میں گرم کیا ہوا زیتون کا تیل اس کے جسم پر ملا جاتا۔ دن بھر میں تین مرتبہ یہ عمل برابر جاری رہتا ہے۔

پیٹھ کے مضبوط کرنے کے لئے بچہ کا بستر ایک تختہ پر بچھایا جاتا۔ اس مشق سے ہر ہفتہ میں ایک رطل اس کا وزن بڑھنے لگا اور پانچویں ہفتہ میں ۹ رطل ہو کر چلنے لگا یہی عمل ولادت سے پہلے اور رضاعت کے ایام میں بچہ کی ماں کے ساتھ بھی جاری رہی۔

زلزلہ سے خبردار کرنے والی گھاس

بعض مقامات پر ایسی گھاس دریافت ہوئی ہے جس کا رنگ زلزلہ آنے سے پہلے متغیر ہو جاتا ہے اور لوگ ہشیار ہو جاتے ہیں۔

پروفیسر غلام عباس خاں صاحب گورنمنٹ انٹرمیڈیٹ کالج گجرات سے تبدیل ہو کر ہشیار پور جا رہے ہیں (زمیندار)



مسیحی چال چلن کا بھید

مسیحی چال چلن کی ضرورت نہ صرف کلیسیا ہے بلکہ کلیسیا سے باہر بھی لوگ اسکی ضرورت کو محسوس کرتے ہیں اور مسیح یسوع کو اپنا نمونہ خیال کرتے ہیں۔ گذشتہ تین یا چار سالوں میں مسیح کی تعلیم اور اُسکی زندگی پر جو مضامین رسالے اور کتابیں ہندوستان میں لکھی گئی ہیں۔ اس سے پیشتر کے بیس سال میں بھی نہ لکھی گئی ہونگی اور یاد رہے یہ لکھنے والے عیسائی نہیں بلکہ ہندو اور مسلمان ہیں۔ جو ملک کی سیاسی تمدنی اور علمی زندگی میں چوٹی کے اشخاص ہیں معلوم ہوتا ہے کہ مسیحی تعلیم خمیر کی طرح اپنا اثر کر گئی ہے اور اب لوگ تعلیم کو چھوڑ تعلیم دینے والے کے جویاں ہیں۔

مسیحی چال چلن یا مسیحی زندگی کیا ہے؟ یسوع مسیح کی پیروی کرنا ہی مسیحی زندگی ہے۔ اس کے بے بدل اصول کو اپنے روزمرہ کے تغیر پذیر حالات میں لگانا ہے جس طرح طفل مکتب کے لئے استاد کی لکھائی نمونہ ہوتی ہے اور وہ اُسی کی طرح لکھنے کی کوشش کرتا ہے۔ اسی طرح مسیح چال چلن اور زندگی میں ہمارا نمونہ ہے اور ہمیں اُس کی طرح بننا ہے۔ مگر یاد رہے کہ اگر نمونہ بغور ٹھیک ٹھیک نہ دیکھا جائے تو باوجود کوششوں کے ہماری نقل ناتمام ہوگی۔ میں چاہتا ہوں کہ آج ہم یسوع مسیح کے چال چلن کو ذرا گہری نظر سے دیکھیں۔ اگر کسی طرح سے آپ آج سے ۔۔۔۔ ۲۰۰۰ ہزار برس پہلے کے یروشلم کا نقشہ اپنی آنکھوں کے سامنے کھینچ سکیں تو آپ ایک مرد کو گلی کوچوں میں تعلیم دیتا پائینگے۔ اس کے رنگ ڈھنگ شکل و شباہت کی نسبت انجیلوں میں بہت کچھ نہیں دیا۔ مگر اس کی شخصیت کا جو اثر لوگوں پر ہوا نہایت صفائی سے درج کیا گیا ہے۔ لکھا ہے کہ وہ اختیار والوں کی طرح کلام کرتا تھا۔ اُس کے بیان میں پس و پیش نہ تھا۔ وہ ہکلاتا نہ تھا۔ اُسکی آواز بھرائی ہوئی نہ ہوتی تھی۔ کیونکہ جو کچھ وہ کہتا تھا اُسکی حقیقت سے واقف تھا۔ نہ صرف اختیار بلکہ بیان میں یہ اثر ہوتا تھا کہ اگر کام میں لگے ہوئے لوگوں سے کہے کہ میرے پیچھے آؤ تو وہ کام چھوڑ پیچھے ہو لیتے تھے۔ بد روحیں اس سے ڈرتی تھیں۔ طوفان تھم جاتے تھے۔ اُس کے گرفتار کرنے والے اُس کو دیکھکر ٹھٹک جاتے اور منہ کے بل گرتے ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ چھوٹے بچے اُس کی گود میں بیٹھتے تھے اور عورتیں اُسے پیار کرتی تھیں۔ غرضیکہ اختیار اور ہمدردی طاقت اور رقت عجب انداز سے اس میں ملے ہوئے تھے۔ مگر ان تمام باتوں سے کوئی قابل اعتبار اور تسلی بخش تصویر نہیں کھچ سکتی۔ ہم نہایت تعجب سے پوچھتے ہیں کہ یہ شخص جس میں اتنے متضاد اوصاف ملے ہوئے ہیں اُسکی زندگی کا مرکزی اصول کیا تھا؟ کیا کوئی ایسی خاص بات ہے جسکو ہم اس کے چال چلن کی کنجی کہہ سکیں۔

آپ کلیسیا کی تواریخ اُٹھا کر دیکھئے مختلف ۔۔۔ وقتوں پر لوگوں نے مسیح کی زندگی کے کسی ایک پہلو کو زیادہ اہمیت دی ہے۔ یسوع نے کہا ہے کہ میں دنیا کا نور ہوں۔" مگر اس روشنی کو لوگوں نے اُسی طرح دیکھا ہے جیسے بچہ ایک ہفت پہلو بلور لیکر سورج کے سامنے رکھتا ہے اور اُسے سات رنگ نظر آتے ہیں۔ وہ ہر ایک رنگ کو بجائے خود روشنی تصور کرتا ہے۔ ہندوستان کی موجودہ حالت دیکھو تو جس کسی نے گرو کا باغ میں اکالی سکھوں کو پٹتے دیکھا ہو یا ریاست ٹراونکور میں اچھوت دور کرنے والے ستیاگرہیوں کا حال پڑھا ہو یا مہاتما گاندھی کے مضمون پڑھے ہوں وہ بیساختہ کہہ دیگا کہ جو تصویر یسعیاہ نے اپنے ترپن باب میں کھینچی ہے موجودہ ہندوستان کو پسند آئی ہے۔ خود انکاری دُکھ اُٹھانا۔ انتقام نہ لینا مسیح کی زندگی کے ایسے اصول ہیں جن سے وہ تمام ملکی اور تمدنی مسائل کو حل کرنا چاہتے ہیں مگر برعکس اس کے مغربی ملکوں میں چند ایسے فرقے ہیں جنکا دعوٰے ہے کہ مسیح ہر چیز میں خدا کے جلال کا جلوہ پاتا تھا اور اُسکی تعریف کرتا تھا۔ جب وہ اندھے مصیبت زدہ کو دیکھتا تو یہی کہتا اُسکی روح قدرت کے نظاروں سے متاثر ہوتی تھی۔ وہ پیغام خوش لایا تھا کہ میری خوشی تم میں ہو اور تمہاری خوشی پوری ہو۔"

حقیقت یہ ہے کہ انجیل میں ایسے واقعات درج ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ یسوع لوگوں کے بیاہ و دعوت دونوں میں شریک ہوتا تھا ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ دُکھ اُٹھانا ہی اس نے اپنا مقصد رکھا تھا اور نہ ہی یہ تسلیم کرتے ہیں کہ کھانا پینا اور عیش کی زندگی بسر کرنا ہمارے لئے نمونہ چھوڑا ہے۔ اسکی مثال اس شخص کی ہے جو کسی بڑے پہاڑ کی چوٹی پر پہنچنا چاہتا ہے۔ راہ میں سرسبز وادیاں اور میٹھے پانی کے چشمے دیکھتا ہے۔ خشک اور جلی ہوئی چٹانیں بھی اُسکی نظر سے گذرتی ہیں۔ اب یہ کہنا کہ وہ سرسبز وادیوں اور چشموں کو دیکھنے کے لئے پہاڑ پر گیا تھا ایسے ہی غلط ہے جیسے یہ کہنا کہ جلی ہوئی چٹانیں اُس کا مطمع تھا کیونکہ دراصل اُس کا منتہا اور ہے اور یہ صرف راستے کے منازل اور مراحل ہیں۔

مسیح کی تعلیم میں سب سے پہلی بات اُس کا اختیار قدرت اور دبدبہ ہے۔ خواہ ایک مرد ہو یا ہجوم۔ جب وہ کلام کرتا ہے تو غور سے سنتے ہیں۔ لوگ اس میں لیڈر بننے کے اوصاف پاتے ہیں اور اس کی رہنمائی قبول کر لیتے ہیں جب وہ کہتا تھا مجھے اوپر سے اختیار ملا ہے تاکہ حکم دوں تو سپاہی اس سے مرعوب ہوتے تھے۔ ایک بشپ صاحب نے لکھا ہے کہ روحانی طاقت کمزور اور ذلیل جسموں کو مغلوب کر لیتی ہے اور آپ اپنی زندگی میں بہت سی مثالیں پائینگے۔ سادھو سندر سنگھ کی سوانح عمری اُٹھا کر دیکھیں۔ بہت سے واقعات ایسے ملینگے جہاں روحانی قوت نے تمام مخالف واقعات پر غلبہ پایا ہے مسیح کی زندگی میں سب سے بڑی بات اس کی روحانی قوت اور طاقت تھی۔

اُسکی زندگی کا دوسرا ستون اُسکی بے حد دماغی طاقت تھی۔ یہ سچ ہے کہ مسیح نے اپنے وقت کی رسمی تعلیم حاصل نہ کی مگر جو کوئی انجیلوں کو اُٹھا کر پڑھتا ہے اُس پر روشن ہو جاتا ہے کہ وہ کس طرح اپنے اعلٰی اور برتر علم کو دوسروں پر ثابت کرتا ہے۔ جب جب شرع کے عالم

فقیہی یا فریسی کوئی پیچیدہ سوال پیش کرتے ہیں وہ نہایت اطمینان اور خوبی کے ساتھ تسلی بخش جواب دیتا ہے اور بعض وقت اُن کے سوال ہی جواب بناکر انہیں پسپا کرتا ہے۔ وہ نہ صرف سوال کو خوب سمجھتا اور اس کا جواب دیتا تھا بلکہ سوال کرنے والے کا مدعا جان لیتا تھا۔ آپ کو یہ یاد ہوگا کہ ایک دفعہ ایک شخص بھیڑ میں سے نکلکر آیا اور مسیح سے کہنے لگا کہ میرے بھائی کو کہہ کہ میرا جائداد کا حصہ مجھے دیدے۔ مسیح نے جب ارد گرد لوگوں کے چہروں پر نظر کی تو ان کے لالچ بھرے دلوں کو دیکھا اور اس سوال کا حل اُن کے دل کی تمناؤں میں دیکھا۔ کہا کہ اپنے دل کو حرص سے پاک رکھو۔ چنانچہ جب شیطان مسیح کو آزمانے کے لئے جنگل میں لے گیا تو مسیح نے اُسکی ہر ایک بات کا منہ توڑ جواب دیا۔

روحانی طاقت اور دماغی یہ دو بڑی باتیں ہیں جو مسیح کے چال چلن میں ہمیں ملتی ہیں کسی نے کہا ہے طاقت ایک وسیع چشمہ ہے جس میں سے بہت سے پانی کے سوتے بہتے ہیں۔ اور جب تک چشمہ نہیں سوکھتا جاری رہتے ہیں مسیح کے روحانی اور دماغی طاقت کے چشمہ میں سے ہمدردی کے سوتے بہتے تھے وہ امیروں اور غریبوں عالموں اور جاہلوں ضیافت کھانیوالوں اور غمزدوں سے اس طرح ملتا جلتا تھا گویا ہر ایک کی حالت اور ضرورت سے واقف تھا۔ یہ عالمگیر ہمدردی اسی بے پایاں قوت کا نتیجہ تھی۔

جس طرح چشمہ کو تازہ پانی کی ضرورت ہوتی ہے اسی طرح اگر روحانی قوت تازہ نہ کی جائے تو زندگی کا اثر زائل ہوجاتا ہے مسیح اس بات کو خوب جانتا تھا جب کبھی کوئی بڑا کام کرتا تھا تنہائی میں روحانی خوراک کے لئے چلا جاتا تھا۔ روح کی تنہائی اُسکی زندگی کا سبق آموز اصول تھا یہ ضروری جذبہ تھا۔ یہاں دنیا کے عزیز ترین رشتے قطع ہوجاتے ہیں۔ گاندھی کی ایک تازہ تحریر میں تھا کہ میں اپنی بیوی کو اسلئے پیار نہیں کرتا کہ وہ میری بیوی ہے بلکہ اسلئے کہ وہ میرے کام میں میری مددگار ہے۔ اس روح کی تنہائی کی ضرورت کو محسوس کرتا تھا مسیح جب اُس نے کہا کہ جو میرے باپ کی مرضی پر چلتا ہے وہی میرا بھائی اور بہن ہے۔ یسوع مسیح میں روحانی اور دماغی طاقت تھی وہ عالمگیر ہمدردی اور روح کو تنہائی میں تازہ کرنا اُس کا خاصہ تھا۔ جلال الدین

میری حضوری تیرے ساتھ جاویگی

خروج ۳۳ باب ۱۳ آیت

ناظرین جب ہم اس باب کو پڑھتے ہیں کہ خداوند موسےٰ سے کہتا ہے کہ میری حضوری تیرے ساتھ جاویگی معلوم ہوتا ہے کہ موسےٰ شکستہ دل ہوگیا تھا۔

چونکہ بنی اسرائیل بُرے کاموں میں لگ گئے تھے۔ حالانکہ خداوند ان کے ساتھ ساتھ ہے لیکن وہ اپنے لئے ایک اپنا بنایا ہوا خدا اور اسکو بناکر اس کی پرستش کرتے ہیں۔ بچھڑا بناکر اس کو پوجتے ہیں سجدہ کرتے ہیں۔ یہ ہمارا معبود ہے۔

لیکن وہ یہ نہیں خیال کرتے کہ خدا نے کہا ہے کہ تمہارے لئے میرے سوا اور کوئی خدا نہ ہو۔

خدا جو کہ غیور ہے غصے ہونے میں دھیما اور شفقت میں بڑھ کر ہے اُسکو پھر رحم آتا ہے اور کہتا ہے کہ میرا فرشتہ تیرے ساتھ جاویگا۔

موسےٰ نے دم نہیں توڑ دیا بلکہ کہتا ہے کہ اے خداوند تو آپ میرے ساتھ چل۔

دعاؤں کے سننے والے خدا نے کہا کہ میری حضوری تیرے ساتھ جاویگی۔ اب موسےٰ پھر خداوند کو وعدہ یاد دلاتا ہے کہ کیا تو نے میرے باپ دادوں کے ساتھ وعدہ نہیں کیا کہ میں تمہارے ساتھ ہونگا۔

خیال کرنے کا مقام ہے کہ اگرچہ بنی اسرائیل خداوند کے حضور ہر وقت رہتے تھے لیکن مصر ان کے دلوں سے نہیں نکلتا اُن کو پیاز یاد آتے ہیں اور گوشت کو رو رہے ہیں لیکن یہ خیال نہیں کرتے کہ سارے دن مارے مارے پھرتے تھے۔ مصری اُن پر کیسے ظلم کرتے تھے۔ ان کو خداوند کا شکر گذار ہونا لازمی تھا لیکن وہ بچھڑا بناتے ہیں اور اُس کو خدا سے اعلےٰ سمجھتے ہیں۔ ہم بھی ویسے ہی ہیں۔ ہم ان کو بُرا کہتے ہیں لیکن ہر وقت بچھڑا ہمارے سامنے رہتا ہے جس کی پوجا ہم اپنے پورے دل سے کرتے ہیں۔

ہم موسےٰ کو دیکھیں کہ وہ کیسا منت کرنے والا تھا۔ خدا سے بار بار مانگتا ہے اور تھک نہیں جاتا بلکہ بار بار مانگنے سے اسکی مضبوطی ہو رہی تھی۔ اسکو امید تھی کہ میں ضرور کامیاب ہوجاؤنگا اور کامیابی کا گُر اس کو یاد تھا۔ یعنی ایمان کی مضبوطی اور دعا کرنے میں سرگرمی۔ موسےٰ جانتا تھا کہ میں خالی ہرگز نہیں جاؤنگا سو اس نے پا ہی لیا۔

دعا کے ذریعہ ہی ایک شخص ایلیاہ نے آسمان کی کھڑکیوں کو بند کر دیا تھا یہی ایک قوت تھی جس نے سرہ کی گود کو بھر دیا تھا۔ یہی ایک قوت تھی جس نے میدان جنگ میں سورج کو ٹھہرا دیا۔ یہ وہ قوت تھی جو آگ کو بجھا دیتی ہے اور شیروں کو دانی ایل کے پاؤں میں مُردہ جیسا کرکے ڈال دیتی ہے۔ یہی قوت تھی جو لعذر کو زندہ کرتی ہے۔

کس طرح سے خدا ہماری دعاؤں کو نہیں سنتا عزیزو اس قوت کو استعمال کرو۔ بچے کو معلوم ہوتا ہے کہ اُس کا ہاتھ اس کی ماں کے ہاتھ میں ہے تو بے خطرہ چلتا ہے۔ اسی طرح ہمارا ہاتھ بھی ہمارے باپ کے ہاتھ میں ہے۔ ہم تسلی سے چلا کریں۔ وہ کبھی ہم کو گرنے نہیں دیگا۔

کیا یہ الفاظ موسےٰ کے لئے خوشی کے نہ تھے؟ نہیں تمام کلیسیا کو بھی جو اس بات سے شرمندہ تھے جو اب بچھڑے کو دیکھنا نہیں چاہتے تھے۔

اب ہم سوچیں کہ یہ الفاظ صرف ایک آدمی کے واسطے ہیں بلکہ یہ الفاظ ہر ایک کے واسطے ہیں جو بچھڑے کو دیکھنا نہیں چاہتے کہ میری حضوری تیرے ساتھ جاویگی۔

اس حضوری سے ہم کیا سمجھتے ہیں۔

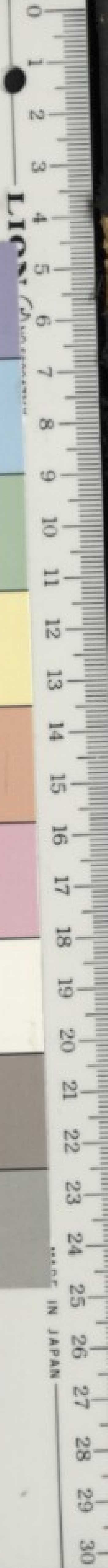
جو ہر ایک دل میں ہو سکتی ہے۔

خاص حضوری یہ کلیسیا میں ہونی چاہئے۔

(باقی آئندہ) راقم:۔

ایس۔ ایم۔ والٹر۔ مقطر





انسان کے دل کا بیان

دل فارسی لفظ ہے۔ عربی میں اسے قلب کے نام سے نامزد کرتے ہیں۔ یہ عربی کا لفظ نہایت ہی موزوں اور پر تعلیم ہے جب ہم معنے معلوم کرتے ہیں تو یقین ہو جاتا ہے کہ واقعی یہ اسی نام کا مستحق ہے۔ قلب کے معنے پلٹے کھانا اور اُلٹ پلٹ ہونا ہے۔ بے شک یہ درست ہے۔ چونکہ حضرتِ انسان کا دل بھی قسم قسم کے اندرونی تکلف اُٹھاتا ہوا اسیر گردش کرتا رہتا ہے۔ اس لئے اس کا ایسا ہی نام ہونا چاہئے تھا اور بہت ہی اچھا اسکو اسم دیا گیا ہے

خداوند تعالےٰ کو بھی مقلب القلوب اسی لئے کہا جاتا ہے کہ وہ بھی دلوں کو تبدیل کر دیتا ہے۔ اپنی تسلی کے لئے کلام اللہ کو دیکھ سکتے ہیں۔ جیسا کہ خروج ۱۴ باب ۲۱ آیت اور ۱۰ باب پہلی آیت لوقا ۲۴ باب ۴۰ تا ۴۳ آیات اور ۲۴ باب ۳۲ میں مرقوم ہے۔

پھر قلب کے معنے ہیں درمیانی یا صدر ہی و مرکزی جگہ اور چونکہ یہ دل انسان میں گویا مرکز ہے جہاں سے تمام ارادات اور خواہشات کا صدور ہوتا ہے اسلئے بھی قلب اس کا نام اچھا ہے۔ عام اصطلاح میں دل وہ گوشت کا ٹکڑا ہے جسکی شکل گاجر کی سی ہے اور یہ انسان کے سینہ میں بائیں طرف ہے اور ہے بھی عضو رئیس۔

صوفی کہتے ہیں بلکہ ان کا بیان ہے کہ دل ایک ربانی لطیفہ ہے۔ اس کا تعلق و علاقہ اس جسمانی دل کے ساتھ ویسا ہی ہے جیسا کہ عرضوں اور صفتوں کا اجسام اور موصوفات سے ہوتا ہے۔

پھر ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ حقائق روحانی اور خصائص نفسانی کے درمیان اور حقائق جسمانی و قوائے مزاجی کے درمیان ایک حقیقت جامعہ ہے جسکو دل کہتے ہیں۔

ایک اور عالم بتلاتے ہیں کہ دل ایک نورانی جوہر ہے۔ وہ روح حیوانی اور نفس ناطقہ کے درمیان ہے اور اسی سے انسانیت قائم ہوتی ہے۔ گویا یہ دل ملکیت اور حیوانیت کے درمیان کا مقام ہے جو دونوں اہیتوں سے رشتہ رکھتا ہے۔ یہ بات صاف عیاں ہے اور آفتاب کی طرح روشن ہے کہ انسان کے دل ہی سے ساری بدی اور نفسانی و حیوانی خواہشات برآمد ہوتی ہیں

خداوند چاہتا ہے کہ ہر ایک انسان اپنے دل کی خوب حفاظت کرے اور ہر طرح چوکنا رہے۔ کیونکہ جنگ کا مقام یہی ہے۔ اسی جگہ سے شکست یا فتح ہوتی ہے۔ شیطان چاہتا ہے کہ جسے پائے گرفتار کرے اور اس پر حکومت کرے۔ یعنی جس طرف چاہے انسان کو لے پھرے کیونکہ انسان کا دل اس کے قبضہ میں ہے اور یہ دل آدمی کی تمام فعل مختاری کا پل ہے۔ جب پل ٹوٹ جائے یا غنیم کے ہاتھ آجائے تو بس پھر اسی کے غلام ہیں لیکن خداوند کریم نے کیا ہی شیریں آواز دی ہے کہ تم سب اپنا دل مجھے دو تاکہ میں تمہارے دلوں میں سکونت کروں اور تم میرے ساتھ ہمیشہ خوشی میں رہتے ہوئے شاد رہو۔ آمین ثم آمین۔

بے شک انسان کو یہ اختیار ہے کہ اپنا دل جسے چاہے دے۔ یہ اختیار اس لئے ہے کہ انسان آزاد پیدا کیا گیا ہے تاکہ اس پر عدالت واجبی ہو سکے۔ قیامت اور عدالت کے دن سے پہلے دوزخی اور بہشتی لوگ اس سے پہچانے جا سکتے ہیں کہ ان کے دل میں حاکم کون ہے اور وہ کس کی حکومت کے تحت میں ہیں۔ وہ جسکی حکومت میں ہیں اسی کے سپاہی اور اسی کی چیزوں کے وارث ہیں۔ (باقی آئندہ)

لکھا مل پریچر

سٹیشن ماسٹر کا قتل

الہ آباد ۹ اکتوبر۔ آگرہ کا ہے کہ مولوی علیم اللہ سٹیشن ماسٹر داؤد پور کو سوتے ہیں کسی شخص نے گولی سے ہلاک کر دیا۔ ملزم کا اب تک کوئی سراغ نہیں لگا۔ (پرتاپ)

ناظرین سے درخواست

راولپنڈی صدر کی کلیسیا کی بڑی خواہش اور ضرورت مدت سے یہ تھی کہ ایک گرجا گھر تعمیر کرے۔ بفضل خدا یہ تو اب بن گیا ہے اور عمارت ہر صورت میں مکمل ہے۔ صرف لکڑی کی اندرونی چھت باقی ہے۔ علاوہ اسکے کلیسیا کو کچھ فرنیچر کی بھی ضرورت ہے۔ اس سب کی کل لاگت قریباً بارہ سو روپیہ ہوگی۔ اس کلیسیا نے بڑی کوشش سے عمارت تو تعمیر کر لی ہے پر اب مجبور ہے اس لئے ناظرین نور افشاں اور تمام مسیحی کلیسیا سے آپ کے ذریعہ درخواست ہے کہ ہماری مدد کریں اور اپنی دولت میں سے تھوڑا سا ہم کو بھی دیں تاکہ یہ بیت اللہ جلد مکمل ہو جائے۔ خداوند مسیح ضرور آپ کو برکت دیگا

زر چندہ ہماری خزانچی صاحبہ مسز کنگس بگارڈن کالج راولپنڈی کے نام یا بندہ کے نام ارسال کیا جا سکتا ہے

راقم دعاگو۔ یو۔ وی۔ جیکب ایلڈر
کلارک یو۔ پی چرچ سیشن گوالمنڈی۔ راولپنڈی۔

اسیران کاکوری کی قسمت کا فیصلہ

وائسرائے نے رحم کی درخواست نامنظور کر دی
انہیں ۱۱ اکتوبر کو پھانسی دیئے جائیگا حکم

(لکھنؤ ۹ اکتوبر) مقدمہ کاکوری کے چار ملزموں کو پھانسی کی سزا ملی تھی۔ اُن کی طرف سے یو۔ پی کونسل و اسمبلی کے سرکردہ ممبروں کی طرف سے وائسرائے ہند کی خدمت میں درخواست کی گئی تھی کہ سزائے موت کو عمر بھر قید میں تبدیل کر دیا جائے پچھلے دنوں خبریں اُڑی تھیں کہ وائسرائے غالباً رحم کر کے درخواست منظور کرینگے لیکن انڈین ڈیلی ٹیلیگراف کو معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ وائسرائے نے درخواست نامنظور کر دی ہے۔ اب حکم دیا گیا ہے کہ ۱۱ اکتوبر کو انہیں پھانسی دی جائے۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ اشفاق اللہ اور مسٹر لاہری کے رشتہ دار پریوی کونسل میں اپیل کرنے کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ (پرتاپ)

احتیاج و دُعا

ہمارے خداوند نے اپنے پہاڑی وعظ میں جسکا ثانی آج تک دنیا میں نہیں یوں فرمایا ہے کہ تمہارا باپ جانتا ہے کہ تم کن کن چیزوں کے محتاج ہو۔ اس بنا پر وہ ہم کو لمبی چوڑی دعائیں مانگنے سے منع کرتا ہے اور اس قسم کی دعاؤں کو بک بک بتاتا ہے۔ خداوند کے اس وعدہ کو مدنظر رکھکر بھی بعض اوقات ہم اپنی دعاؤں کا جواب نہیں پاتے۔ اسکی کیا وجہ ہے؟ بزرگوں نے بہت سی وجوہات بتائی ہیں مثلاً لالچ۔ لاپروائی۔ بے موقع مانگنا خداوند مناسب نہیں سمجھتا کہ ہماری کسی خاص خواہش کو پورا کرے۔ غرض اسی قسم کی اور بہت سی وجوہات بزرگوں نے ہمارے سامنے رکھی ہیں اور ان میں سے بہت سی ہیں بھی درست لیکن اگر خداوند کے مندرجہ بالا الفاظ پر ہم خوب غور کریں تو ایک وجہ بہت صاف نظر آتی ہے اور وہ یہ ہے کہ خدا باپ ہم کو وہی چیزیں دیتا ہے جنکے ہم محتاج ہیں اور اگر ہم دوسری کسی چیز کے لئے دعا کریں تو وہ ہرگز ہرگز ہم کو مل نہیں سکتی

ہم غور کریں کہ ہم ہم کن کن چیزوں کے محتاج ہیں اور ہم اُن کے لئے دعا کرتے ہیں یا نہیں۔ دنیاوی زندگی کو قائم رکھنے کے لئے ہم روٹی۔ پانی اور کپڑے کے محتاج ہیں اور خداوند کی دعا میں اس ضرورت کو ان الفاظ میں ادا کیا گیا ہے "آج کی روٹی ہمیں دے" روحانی زندگی کے لئے ہم محتاج ہیں کہ ہمکو آسمانی ہدایت ملے اور اس ضرورت کو "ہمیں آزمائش میں نہ پڑنے دے" سے ادا کیا گیا ہے۔

کیا ہم روٹی پانی کے محتاج ہیں؟ میرے خیال میں بالکل نہیں کیونکہ تو ہم گویا افراط ملتے ہیں۔ ہم جب ہی محتاج ہو سکتے ہیں جب ہم کو کھانے کو روٹی اور پینے کو پانی نہ ملے۔ پھر ہم کیوں دعا مانگیں کہ آج کی روٹی ہمیں دے؟ صرف اس لئے کہ اگر مالک چاہے تو ہم ان نعمتوں سے محروم رہ سکتے ہیں اور اس صورت ہی محتاج ہیں اور روحانی ہدایت کے ہم محتاج ہیں کیونکہ ہم اسکو خود حاصل نہیں کر سکتے۔ اس بات کی ضرورت ہے کہ خدا خود ہماری مدد کرے لیکن یہ دو باتیں کچھ ایسی ہیں کہ اس سے دعا کے سننے کا ثبوت ملنا کچھ مشکل ہے۔ کیونکہ خوراک ہم کو ملتی ہی ہے۔ ہم نہیں جانتے کہ دعا کے سبب ملتی ہے یا قانون قدرت کے زور سے۔ روحانی ہدایت ایسی ہے کہ جو بعض کے خیال کے مطابق ہمارے سوچ و فکر کا نتیجہ ہے پس ہم اپنی دعاؤں کا جواب کس طرح ثابت کر سکتے ہیں یا کیا وجہ ہے کہ بعض اوقات ہم بے جواب رہ جاتے ہیں؟

ایک شخص دعا کرتا ہے کہ اے خدا مجھے دولت دے کیونکہ میں بہت غریب ہوں۔ بمشکل تمام اپنے بچوں کے لئے اور اپنے لئے خوراک پیدا کرتا ہوں کوئی ایسا طریق مجھے بتا جس سے آسانی سے میں روزی کماؤں۔ بار بار یہ دعا مانگنے کے بعد بھی وہ شخص اسی حالت میں رہتا ہے جس میں پہلے تھا لیکن کیوں؟ کیا وہ خداوند کے نام سے نہیں مانگتا؟ ضرور مانگتا ہے پھر کیوں یہ دعا بے جواب رہتی ہے؟ صرف اسی لئے کہ مانگنے والا خود ہی اقرار کرتا ہے کہ وہ اپنے بچوں اور اپنے لئے خوراک پیدا کرتا ہے۔ اگرچہ مشکل سے۔ وہ شخص دولت کا محتاج نہیں کیونکہ اس کو اسکی زندگی کی ضروریات ملجاتی ہیں اور اسوقت تک وہ اپنا روز بروز برابر زندہ ہے۔ دولت کا وہی شخص محتاج ہے جو دولت کو خرچ کرنے کے اسباب رکھتا ہے۔ یعنی وہ شخص جس پر اس کے خاندان کے سوا اور بہت سی جانوں کا بوجھ ہے۔ اس قسم کے اشخاص کی دعا سُنی جاتی ہے اور کئی موقع ایسے ہوئے بھی ہیں کہ ایسوں کو دولت ملی پر یکدم ضرورت پر خرچ ہوگئی

پھر ایک شخص دعا کرتا ہے کہ اے خدا مجھے عہدہ دے اور جس جگہ اب میں مامور ہوں اس سے بڑی جگہ دے۔ کیونکہ مجھے اس جگہ کام کرتے مدت ہوگئی ہے یا اب میرا دل اس عہدہ پر جانا چاہتا ہے لیکن یہ دعا بھی سنی نہیں جاتی صرف اس لئے کہ بغیر اس عہدہ کے دعا مانگنے والے کو کوئی نقصان نہیں اور نہ کوئی مشکل درپیش ہے۔

پھر ایک شخص دعا مانگتا ہے کہ اے خدا جو میری کلیسیا میں بیمار ہیں تو اُن کو شفا دے یا اکثر جب ہم بیمار کے بستر کے پاس ہوں تو دعا مانگتے ہیں کہ اے خداوند اسے صحت دے لیکن جونہی ہم اُس کے گھر سے باہر ہوئے فوراً بھول گئے۔ یہ دعا بھی نہیں سنی جاتی اور وہ صرف اس لئے کہ ہمکو اس بیمار کی صحت کی ضرورت نہیں اور نہ ہم نے اس احتیاج کو محسوس کیا ہے۔ اب اگر یہی سچ ہے تو پھر دعا مانگنا ہی بے فائدہ اور بے سود ہے۔ نہ عبادت کی کوئی ضرورت ہے۔ نہ دعا کے لئے کوئی محتاجی۔ جب دعا سنی ہی نہیں جاتی تو پھر دعا کیوں مانگیں؟ بالکل درست۔ جناب دُعا سنی ضرور جاتی ہے لیکن وہی جس کے ہم محتاج ہیں جو ضرورت ہماری معلوم کی ہوئی ضرورت ہے۔ بتائی ہوئی ضرورت نہیں۔ پہلے ہم اپنی احتیاج کو دریافت کریں۔ کہ احتیاج بتائیں اور جو ضرورت ہماری ہوگی وہ ہی پوری ہوگی۔

ہم دُعا کیونکر مانگیں؟

اگر ہم سچ مچ محتاج ہیں اور اپنی روز کی روٹی کو ترستے ہیں تو ضرور ہماری دعا کہ "اے خدا ہمیں کھانے کو دے" منظور ہوگی۔ اگر ہم بے روزگار ہیں تو ہماری دعا کہ "اے خدا مجھے فلاں عہدہ یا کام جو اب خالی ہے دے" منظور ہوگی اور ہماری کوشش کامیاب ہوگی یا اے خدا مجھے روزی کمانے کا طریق بتا ضرور ہی ہماری کوشش بھلدار ہوگی۔

پھر جب کوئی بیمار ہو تو پہلے ہم اس بیمار کی صحت کی ضرورت کو محسوس کریں۔ پھر ہماری دعا سُنی جائیگی۔ جو ناظرین میں سے والدین ہیں اُن کو بخوبی معلوم ہے کہ جب ہمارے ننھے بچے بیمار ہوتے ہیں تو ہم کو کتنی فکر ہوتی ہے لیکن جب تک ہم ڈاکٹری دوڑ دھوپ کر سکتے ہیں وہ فکر



کس قدر کم رہتی ہے۔ وہ لمحہ کتنا خوفناک ہوتا ہے جب ڈاکٹر اور حکیم ہمیں جواب دے چکتے ہیں! ان کے کرتے دھرتے بھی معصوم بچے ہمیں ہاتھ سے جاتے نظر آتے ہیں۔ اس وقت ماں باپ کے منہ سے بے ساختہ نکلتا ہے کہ "اے خدا تو اس بچے کو ہمیں بخش دے" لیکن کیوں یہ الفاظ منہ سے نکلتے ہیں؟ کیا جناب ان کے نکلنے سے پیشتر اپنے گھٹنے ٹیکنے کی ضرورت محسوس کی؟ ہاتھ جوڑنے کی ضرورت اور آنکھ بند کرکے دعا مانگنے کی ضرورت محسوس کی؟ ہرگز نہیں لیکن یہ دعا فوراً سنی گئی۔ کیوں صرف اس لئے کہ ہماری عقل اور ہمارے دل نے یک لخت یہ محسوس کیا کہ اب ہم محتاج ہیں۔ اپنے بچے کے بچانے میں ہم اب کچھ نہیں کرسکتے۔ اب صرف خدا ہی ہے جو اس کو بچا سکے۔ اس لاچاری کے وقت ہم خدا کو پکارتے ہیں اور وہ ہماری سنتا ہے۔ والدین یہ بھی جانتے ہیں کہ جب بچے سخت بیمار ہوں اور ان کی تکلیف حد سے زیادہ ہو جائے اور ہمارے دل سے دعا پر دعا نکلے۔ اس وقت اگر ان دعاؤں کے جواب میں کچھ تاخیر ہو تو ہمارے دل سے آخر میں یہ بھی نکلتا ہے کہ اے خدا تو اسے اٹھا لے۔ میرا اپنا تجربہ یہی ہے۔ میں نے کئی مرتبہ لوگوں کو یہ دعا مانگتے سنا اور یہ دعا بھی سنی جاتی ہے۔ کیوں؟ یہ صرف اس لئے کہ خدا کی یہی مرضی تھی۔ لیکن اپنی مرضی کو ہماری مرضی کے مطابق کرنے کے لئے اس نے ہماری ضرورت یا احتیاج کو دور کر دیا اور ہم کو یہ محسوس کرا دیا کہ بیمار کا جانا ہی بہتر ہے۔

بیمار کے لئے تمام دعائیں اسی لئے سنی نہیں جاتیں کہ مانگنے والے بغیر محسوس کئے مانگتے ہیں۔ ناظرین بعض دفعہ جب آپ کسی بیمار کے بستر کے پاس گئے ہونگے آپ کے دل میں یہ خیال گذرا ہوگا کہ یہاں دعا کریں لیکن شرم یا کسی اور وجہ سے آپ خاموش رہے لیکن میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ وہی وقت دعا کے سننے جانے کا تھا۔ وہ دعا کی ضرورت خود بخود محسوس ہوئی۔ نہ کہ کسی کے کہنے سے۔ اسی طرح کئی دفعہ آپ کے دل میں دوسری باتوں کے لئے دعا کرنے کا خیال گذرا ہوگا۔ لیکن آپ خاموش رہے۔ ناظرین وہی وقت دعا کرنے کا تھا۔

کوئی ضرورت نہیں کہ دعا گھٹنے ٹیک کر مانگی جائے کوئی ضرورت نہیں کہ دعا عبادت گاہ یا خلوت میں مانگی جائے بلکہ دعا اس وقت چاہئے جس وقت احتیاج یا ضرورت محسوس ہو۔ آپ کسی جگہ ہوں۔ راستے پر چلتے ہوں چلتے چلتے ہی دعا مانگی جاسکتی ہے دفتر، سکول، ریلوے ٹرین یا سڑک پر جہاں کہیں ہمارا دل گواہی دے کہ اب خدا کی مدد کی ضرورت ہے ہمارا باپ وعدے کو پورا کریگا۔ فقط یہی چاہئے کہ ہم بغیر ضرورت محسوس کئے دعا نہ مانگیں اور جب ضرورت محسوس ہوگئی تو دعا کو التوا میں نہ ڈالیں۔ اگر ہم اس طرح سے دعا کرینگے تو ہماری زندگی ایک سلسلہ وار ہو جائیگی۔

میں ایسے اشخاص سے واقف ہوں جنہوں نے نہایت چھوٹی چھوٹی ضروریات کیلئے دعا مانگی اور صرف اس لئے کہ وہ جانتے تھے کہ اس وقت خدا کے سوا دوسرا مددگار نہیں۔ ان کی دعا سنی گئی۔

پھر میری التجا آپ سے یہی ہے کہ ضرورت کو محسوس کرکے دعا مانگیں اور جب ضرورت محسوس ہو فوراً دعا کریں۔ آپ دیکھینگے کہ آپ کی دعا کبھی بے جواب نہ رہیگی۔

راقم یو۔ وی۔ جیکب

کاشتکاروں کا ہفتہ

اس سال کاشتکاروں کا ہفتہ لائلپور میں ۱۲ دسمبر سے لیکر ۱۷ دسمبر ۱۹۲۷ء تک منایا جائیگا۔ اس تقریب سے یہ مقصود ہے کہ کاشتکاروں کو ایگریکلچرل انسٹی ٹیوٹ لیبوریٹریاں۔ انجنیئرنگ ورکشاپ اور فارم وغیرہ دیکھنے کا موقع دیا جائے۔ اس ہفتہ کے دوران میں لیکچر دیئے جائینگے اور تجربات دکھائے جائینگے۔ جو لوگ خود زمین کاشت کرتے ہیں۔ ان کو محکمہ زراعت کے کاموں کو دیکھنے کا موقع ملیگا تاکہ وہ محکمہ زراعت کی تحقیقات کے نتائج سے مستفید ہوسکیں اور ان کو عملی طور پر زراعتی کام میں منتقل کرسکیں۔ کاشتکاروں کو موقع ملیگا کہ وہ کپاس گندم اور دیگر فصلوں کے اعلیٰ درجہ کے بیجوں۔ ترقی یافتہ آلات گڑ بنانے کی بھٹیوں۔ کنواں کھودنے کی مشینوں۔ بذریعہ لفٹ پانی دینے کے طریقوں۔ فصلوں کو تباہ کرنے والے کیڑوں اور دیمک اور چوہوں کی وجہ سے نقصان اور ایسے ہی اور معاملات کے متعلق باہم تبادلہ خیالات کرکے عملی واقفیت حاصل کرسکیں۔ جو لوگ اپنے ہاتھ سے کھیتی باڑی کرتے ہیں ان کو یہ موقع نہ کھونا چاہئے وہ اس ہفتہ کے دوران میں محکمہ زراعت کے تحقیقاتی کام کے نتائج سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں اور گھر واپس جاکر ان نتائج سے عملی طور پر بھی مستفید ہوسکتے ہیں۔

لائلپور میں ڈسٹرکٹ بورڈ کی ایک بڑی سرائے ہے جہاں کاشتکار قیام کرسکتے ہیں اور معمولی خرچ پر آرام سے رہ سکتے ہیں۔

(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

برطانیہ کے ایک انجنیئر نے نئی قسم کی ریل بنائی ہے جو اگر کامیاب ہوگئی تو دو سو میل سے لیکر تین سو میل فی گھنٹہ تک کی رفتار سے چلیگی۔ (زمیندار)

اُردو ٹریکٹ اور ہینڈبل

زیادہ ہے کہ ایک سو سے کم ان میں سے کوئی نہ لیگا)

الرشید کی پوشاک۔ اس آیت کی تشریح کہ بغیر خون بہائے معافی نہیں صفحہ ۸ فی ہزار ۲ روپیہ اور فی صد ۴ر

ایک قیمتی کا کھیت۔ (لڑکوں کے لئے) اس کی تشریح کہ آدمی جو بوتا ہے سو کاٹیگا صفحہ ۴ فی ہزار ایک روپیہ اور فی صد ۲ر

سب سے طاقتور کی تلاش۔ خدا کی محبت میں دنیا اور شیطان کے پنجے سے رہائی دینے کو کافی ہے صفحہ ۴ فی ہزار ایک روپیہ اور فی صد ۲ر

عجیب رستہ۔ اس بیان میں ایک کہانی کہ وہ دروازہ تنگ ہے جو زندگی کو لے جاتا ہے۔

قرآن میں دو رستے۔ کس طرح ایک مسلمان مسیحی ہو گیا؟ ہے دونوں میں فرق [...] تنگ اور کشادہ دو رستوں کا بیان ہے صفحہ ۸ فی ہزار ۲ روپیہ اور فی صد ۴ر

مچھلی جو بہت دور نکل گئی۔ (بچوں کے لئے) ایک دلچسپ کہانی صفحہ ۲ فی ہزار ۸ر اور فی صد ار

فالگیر اور گلے کا ہار۔ (عورتوں کے لئے) ایک بیوقوف عورت کی کہانی جس نے فالگیر کا اعتبار کیا اور ایک قیمتی ہار اس کے حوالے کیا۔ یہ ہار روح ہے صفحہ ۴ فی ہزار ایک روپیہ اور فی صد ۲ر

شمع اور شمعی (لڑکیوں کے لئے) مسیح کی قربانی کے بیان میں صفحہ ۴ فی ہزار ایک روپیہ اور فی صد ۲ر

المخلوق کا انتقام خون۔ نسل انسانی اور خدا کے درمیان روحانی جنگ کے متعلق ایک داستان صفحہ ۸ فی ہزار دو روپیہ اور فی صد ۴ر

(نوٹ۔ حقیقی دوست کی قیمت صرف ایک آنہ ہے۔ نوٹ کریں)

راحت افزا۔ قاضی خیرات [...] صاحب کی عبادتی اور [...] تعلیمی گیتوں اور بھجنوں کا مجموعہ [...] ۳ر

سیکرٹری پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی انارکلی۔ لاہور

یونگ کرسچن ہائی سکول لودیانہ

یہ یونگ کرسچن سکول مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے عرصہ دراز سے جاری ہے۔ مشن نے ابتدائی تعلیم کو اعلیٰ اور مکمل بنانے کی غرض سے حصہ لوئر پرائمری کی تین جماعتیں ایک امریکن خاتون کی زیر نگرانی کر دی ہیں اور وہ چار خواتین اُسکی امداد کرتی ہیں۔ اس سے چھوٹے بچوں کی تعلیم کا انتظام بخوبی ہو گیا ہے۔

شرح خرچ خوراک لوئر پرائمری سے ہائی تک سات روپیہ ماہوار ہے۔ کلاس فیس سرکاری شرح کے مطابق ہے۔ متفرق اخراجات ایک روپیہ آٹھ آنہ ماہوار فی طالب علم ہے۔ کتابوں کی قیمت اور سٹیشنری اس کے علاوہ ہے۔

نئے انتظام کے مطابق چالیس فی صدی غیر مسیحی بھی داخل ہو سکتے ہیں

نئے انتظام کے مطابق چالیس فیصدی غیر مسیحی طلباء بھی داخل ہو سکتے ہیں۔

اس سکول میں ہر قسم کا فرنیچر مثلاً میز۔ کرسی۔ الماری وغیرہ بھی تیار ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ جوتا گرگابی عه سے ماله تک اور کرکونول عه سے دعه تک مل سکتا ہے۔

مزید حالات پرنسپل صاحب و ہیڈ ماسٹر صاحب سکول ہذا سے دریافت ہو سکتے ہیں۔

مجرب علاج

دمہ کا شرطیہ علاج

دمہ خشک ہو یا تر۔ نیا ہو یا پرانا۔ شرطیہ دوا ہے دو ہی خوراک کے کھانے سے چند گھنٹوں کے اندر سانس کی ساری تکلیف دور ہو کر آدمی تندرست ہو جاتا ہے۔ قیمت ایک روپیہ آٹھ آنہ۔

بنجارہ کی حکمی دوا

براہین نیّرہ

یہ رسالہ اہل اسلام کے دعویٰ تحریف بائبل کا نہایت ہی عالمانہ و محققانہ جواب ہے جس میں تاریخی لاتردید دلائل اور براہین قاطع سے الزام تحریف بائبل کا کامل طور سے استیصال کر دیا گیا ہے اور [...] کی تمام غلط فہمیوں اور انکے اوہام باطلہ اور الزامات خود ساختہ کی قابل دید تردید کی گئی ہے۔ اگر آپ بھی مبشر اور پادری ہیں [...] سے عموماً مذہبی گفتگو کرنے کا موقعہ ملتا ہے تو نہ صرف خود اس رسالہ کو مطالعہ فرمائیں بلکہ اسکی متعدد جلدیں خرید کر [...] کو بھی اس حربۂ تیز ہتھیار سے مسلح کر دیں جو کہ آپ صاحبان کی ہر موقعہ پر کامل دستگیری کریگا۔ کتابت۔ طباعت و دیدہ زیب کاغذ سفید چکنا قیمت بہت معمولی آٹھ آنہ ہے۔ بہت جلدی کیجئے ورنہ ختم ہونے پر اسکی ایک جلد آپکو کسی قیمت پر دستیاب نہ ہو گی۔

مکافات عمل شہنشاہ روم نیرو کے عہد سلطنت کی [...] اور دل ہلا دینے والی داستان بطرز ناول عبارت کی شستگی [...] رنگینی مضمون کی دلچسپی۔ طرز ادا اور محاکات کی خوبی قابل دید ہے ایک بار پڑھ لینے سے اگر آپ کی زبان برسوں چٹخارے نہ لے تو ہمارا ذمہ۔ قیمت فی جلد ۱۲ محصولڈاک ۲ر

ملنے کا پتہ۔ ڈاکٹر مولوی حشمت اللہ ایچ پی۔ ایل ایل [...] ایل۔ ایم پی قصور۔ کوٹ پیرانوالہ ضلع لاہور پنجاب

اس کے استعمال سے روزانہ تپ یعنی چوتھیہ بخار بھی دن رک جاتا ہے ورنہ دوسرے دن تو ضرور ہی بفضل خدا رک جاتا ہے۔ قیمت فی شیشی بارہ آنہ (۱۲)

تاپ تلی یا طحال کی لاثانی گولیاں

ان گولیوں کے استعمال سے چند ہی دنوں میں طحال اپنی اصلی حالت پر آجاتی ہے۔ نہایت مجرب گولیاں ہیں قیمت ایک روپیہ آٹھ آنہ۔

المشتہر

ڈاکٹر ای۔ این۔ او دیڈاہیہ۔ خورجہ ضلع بلند شہر

پادری ایچ ساسی دانی صاحب ایس ٹی ایم مینجر نور افشاں امپریس روڈ لاہور کیلئے پنجابی پریس لاہور میں باہتمام لالہ دیوان چند صاحب پرنٹر چھپا۔

